جناب شکیل اختر

اسلام میں خاندان کا تصور اور بیوی‘ بچوں کے حقوق

نحمده و نصلی علی رسول الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ۔ ان الدین عندالله الاسلام صدق الله العظیم

اسلام خاندان کو ایک بنیادی اکائی سے تعبیر کرتا ہے۔ اسلام میاں بیوی میں افہام وتفہیم‘ تعاون اور امن و آشتی کی فضا قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ اسلام میں بنیادی قسم کا خاندان میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے اس مقدس رشتے کے دو بنیادی خصوصیات بیان کی ہیں۔

۱۔ محبت‘ دوستی اور رفاقت ۲۔ رحم‘ افہام وتفہیم‘ مصالحت‘ رواداری‘ عفو وکرم

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة

ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے (میاں بیوی) کے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کردی۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے رہتے ہیں۔

اور اسی موضوع پر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

الا ان لکم علی نسائکم حقاً ولنسائکم علیکم حقاً (رواہ ترمذی)

ترجمہ: ”اور خوب جان لو کہ تمہارا اپنی بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔“

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هوالذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها الیسکن الیها۔ (سورۃ الاعراف۔۱۸۹)

ترجمہ: ”تمہارا پروردگار وہی ہے جس نے ایک جان سے تمہیں پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کی رفاقت میں چین پائے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے: والله جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدة۔ (سورۃ النحل ۷۲)

ترجمہ: ''اور اللہ نے تمہارے لئے تم سے جوڑے بنائے اور تمہارے جوڑوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے بنائے''

شادی ایک بھاری ذمہ داری ہے اسے کامیاب بنانے کیلئے مناسب منصوبہ بندی ہو۔ تاکہ اس کے ذریعے آدمی اپنی بیوی بچوں اور گھر کی بہتر نگہداشت کے لئے اپنی صلاحیت بھرپور مظاہرہ کرسکیں۔ نیز اپنے بچوں کی ایک صالح تندرست تعلیم یافتہ اور مفید شہری کی حیثیت سے تربیت کر سکے۔

قرآن مجید میں ہے:

ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتی یغنیھم اللہ من فضلہ۔(سورۃ النور ۳۳)

ترجمہ: ''اور جن لوگوں کو نکاح کا مقدور نہیں انہیں چاہیے کہ ضبط سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے۔''

قرآن مجید میں عمر کا تعین کئے بغیر شادی کی عمر اور سنجیدہ فیصلے کرنے کی عمر کے بارے میں عمومی اشارے پائے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وابتلوا الیتٰمی حتی اذا بلغوا النکاح فإن اٰنستم منھم رُشدا فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافاً وبدارا ان یکبروا۔ (سورۃ النساء ۶)

ترجمہ: اور یتیموں کی حالت پر نظر رکھ کر انہیں آزماتے رہو (کہ ان کی سمجھ بوجھ کا کیا حال ہے) یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے پھر اگر ان میں صلاحیت پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کردو اور اس خیال سے کہ بڑے ہو کر مطالبہ کریں گے' فضول خرچی کر کے جلد جلد انکا مال کھا ہی نہ ڈالو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے شادی کے لڑکے کی عمر 18 سال اور لڑکی عمر 17 سال کا تعین کیا ہے۔ حیاتیاتی طور سے نوعمر بیویوں کے ساتھ (جو جسمانی طور سے پختہ نہ ہو) مباشرت شرمگاہ میں درد اور زخم کا باعث بن سکتی ہے نیز اگر حمل واقع ہو تو وہ ماں اور بچے دونوں کی صحت کیلئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے نوعمری کی شادی کا مطلب یہ ہے قرآن مجید نے شادی کے بارے میں جس اصول کا تذکرہ کیا ہے۔ یعنی ساتھی کی ذات میں سکون قلب کی تلاش۔ پورا نہ ہونے کا احتمال موجود ہے۔

اس طرح یہ عام مشورہ دیا گیا ہے کہ "اغتربوا لا تضووا" یعنی اپنے خاندان سے باہر شادی کرو تا کہ تم کمزور بچوں کو جنم نہ دے سکو۔ جدید تحقیق نے بھی یہ ثابت کیا ہے خون کی کمی' پھیپھڑے لبلبے اور جگر کے امراض نسل در نسل خونی رشتوں کی تجدید سے ہوتا ہے اس تناظر میں اسلام کا ایک عمومی حکم ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے۔

لاضرر ولا اضرار: ترجمہ: یعنی نہ نقصان دو اور نہ ہی ایذا دو۔

اسلام ہمیں صاحب اولاد ہونے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ

بچے اچھے اور نیک ہونے چاہیں۔ان باتوں کا تقاضا ہے کہ ان کے صحیح نشوونما کے لئے بھرپور سعی وکاوش سے کام لیا جائے۔صحیح بات تو یہ ہے کہ اسلام میں شادی کے تقاضوں میں سے ایک فطری تقاضا یہ ہے کہ آدمی میں بچوں کے صحیح نشوونما کی اہلیت ہو۔

اگر اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کیا جائے۔تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام تعداد کی نہیں بلکہ معیار کی بات کرتا ہے اور قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ ان کی فخر کا باعث وہ تعلیم یافتہ‘ نیک‘ خودار‘ متقی‘ مسلمان ہوں گے۔جو دنیا میں دوسروں کو نفع پہنچا چکے ہوں اگر ہم چاہتے ہوں کہ پیغمبر انسانیت کے سامنے آخرت کے دن سرخرو ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بیوی‘ بچوں کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو پہنچائیں اور انہیں اسی طرح ادا کریں۔جس طرح اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اسلام نے خاندان کو بنیادی اکائی قرار دیا ہے اور گھر کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔نیک اولاد کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے۔اس تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر والدین کی غفلت کی وجہ سے بیوی بچے اپنے حقوق سے محروم رہے تو اس کے ذمہ دار والدین اور معاشرہ ہوگا۔ آخرت کے دن اس کی شدید باز پرس ہوگی۔

اسلام میں بچوں کے دس بنیادی حقوق ہیں:

۱۔ پاکیزگی نسب کا حق (Genetic Purity) ۲۔ زندہ رہنے کا حق
۳۔ اچھی شہرت اور جائز نام کا حق
۴۔ مکان‘ خرچے اور امداد کا حق جس میں طبی نگہداشت اور غذا بھی شامل ہے۔
۵۔ بچوں کے لئے الگ سونے کے انتظامات کی ضمانت ۶۔ مستقبل کی ضمانت کا حق
۷۔ بہتر نشوونما اور مذہبی تربیت کا حق ۸۔ تعلیم‘ کھیلوں اور دفاع کی تربیت کا حق
۹۔ جنس (Gender) اور دوسرے عوامل کے فرق کے باوجود مساوی سلوک کا حق
۱۰۔ اس بات کی ضمانت کا حق کہ تمام سرمایہ جو بچوں کی امداد پر خرچ ہو رہا ہے جائز وسائل سے آ رہا ہے۔

نسلی پاکیزگی

مسلمان بچوں کا یہ پیدائشی حق ہے کہ پیدائش کے وقت ان کا دامن وجود ہر قسم کے حقیقی یا امکانی نسل بدنظمی سے پاک ہو۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

تخیرو لنطفکم فاِن العرق دساس اونزاع (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: تمہیں دیکھنا چاہیے کہ تم اپنے نطفہ کو کس جگہ رکھ رہے ہو۔

خون سے جہاں نسب کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بچوں کو خاندانی یا موروثی بیماریوں سے بچانے میں بھی نہایت اہم کردار ادا

کرتا ہے۔

<u>زندگی کا حق:</u> اسلام نے بچے کے قتل سے روکا ہے خواہ اس کا سبب کوئی بھی ہو غربت ہو یا افلاس کا ڈر یا عزت ووقار کا حد سے بڑھا ہوا احساس۔ عہد جاہلیت میں (ما قبل اسلام) میں بعض اوقات غربت کے ڈر سے بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ محض اس اندیشے پر کہ کہیں وہ آگے چل کر کسی بدسلوکی یا عار کا شکار نہ بن جائیں۔ قرآن مجید نے اس بات کو سختی سے مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: اور جب زندہ دفن ہوئی (لڑکی) سے سوال کیا جائے کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیاً وبالوالدین احساناً (سورۃ انعام۔۱۵۱)

ترجمہ: اے پیغمبران سے کہو اور میں تمہیں کلام الٰہی میں سے پڑھ کر سناؤں جو کچھ تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دیا ہے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

قرآن مجید نے مزید فرمایا: وقضیٰ ربک الا تعبدو إلا إياه وبالوالدين احساناً (الاسرا ۲۳)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے یہ بات ٹھہرادی کہ اسکے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور اپنے ماں باپ کیساتھ بھلائی کرو۔

انہیں ہلاک کرنا بڑے ہی گناہ کی بات ہے۔ حتیٰ کہ وہ بچہ جو ابھی جنین ہی کی شکل میں ہے اسے بھی ایک خاص شکل میں ڈھلنے کے بعد زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ (بعض فقہاء نے اس مدت کو ۴۰۔۴۲ دن قرار دیا ہے اور بعض نے چار ماہ) اس مدت کے بعد جنین کو (جو بچے کی شکل میں منتقل ہو رہا ہے) ساقط نہ کیا جائے اور بعض فقہاء اسقاط حمل کے شروع دن سے ہی مخالف ہیں ہاں اگر حمل کے باقی رہنے سے ماں کی زندگی کو خطرہ ہے تو پھر سب فقہاء نے بالاجماع اسقاط حمل کی خواہ وہ حمل کسی بھی درجے میں ہوا اجازت دی ہے۔ اس لئے کہ ماں ہی تو اصل سر چشمہ ہے۔ (جس کا بچانا ضروری ہے)

<u>شرعی اور اچھی زندگی کا حق:</u>

اسلام تشکیل خاندان میں صحت نسب کو مرکزی حیثیت دیتا ہے۔ چنانچہ ہر مسلم بچے کو اپنے وجود کے لئے صحت نسب کا حق حاصل ہے کہ اس کی نسبت ایک معلوم ومعین باپ کی طرح ہو یہ رائے عہد جاہلیت کی رائے سے مختلف ہے جو بچوں کے اس پیدائشی حق کا انکار کرتی تھی اس موضوع پر فقہاء نے بڑی مفصل بحثیں کی ہیں جن میں استعمال کئے گئے دلیل ومنطق کے پیمانے مختلف ہیں۔ جب تک بچے کی شرعی اور قانونی حیثیت چیلنج نہ کیا جائے بچہ اسی خاندان کا تصور کیا جائے گا۔ جس میں اس نے جنم لیا ہے اسی سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے ایک عمومی قاعدہ یہ فرمایا ہے۔ ترجمہ: بچہ شادی والی چار پائی کا ہے۔

بچے کو عمدہ نام کا حق بھی حاصل ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: باپ پر بیٹے کا حق ہے کہ وہ باپ بیٹے کی اچھی تربیت کرے۔اور اس کا اچھا نام رکھے۔ (بیہقی کی روایت)

یہ باتیں کسی وضاحت کی محتاج نہیں تاہم ایک بات کی طرف خصوصاً توجہ دلانا ضروری ہے اور وہ ہے بچے کا حق کہ ماں اسے اپنا دودھ پلائے۔(قرآن مجید نے اس بارے میں فرمایا ہے۔)

ترجمہ: مائیں جو چاہتیں ہیں کہ دودھ پلانے کی مدت پوری کریں وہ پورے دو برس تک بچے کو اپنا دودھ پلائیں۔

بچے کے الگ سونے کے انتظامات کے حقوق: بچہ یہ بھی حق رکھتا ہے کہ اس کیلئے الگ مستقل کمرے میں سونے کا بندوبست کیا جائے ماخذ آنحضرت ﷺ کا یہ حدیث ہے۔

ترجمہ: اپنے سات سالہ بچوں کو نماز کا حکم دؤ اور دس سال کے بچوں کو جو نماز نہ پڑھتے ہوں سزا دؤ انہیں سوتے وقت ایک دوسرے سے الگ الگ رکھو۔ (احمد ابن حنبل نے مسند میں عمر بن شعیب سے روایت کی)

یہ فرمان نبوی دراصل بچوں کی پیدائش اور ان مسلسل تربیت کے حوالے سے مناسب منصوبہ بندی پر دلالت کرتا ہے کہ بچوں کے لئے بالخصوص بڑوں کے لئے سونے کے الگ الگ انتظامات کیلئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔الگ کمرہ' الگ گوشہ' الگ چارپائی یا الگ چٹائی۔ان انتظامات کے بارے میں ایک آدمی اپنے آپ کو ایک عجیب گومگو مخمصے کی کیفیت میں پاتا ہے اس لئے کہ ایک عام معلم گھرانہ چھ (6) یا سات (7) بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔سوال یہ ہے کہ یہاں کتنے ایسے گھرانے ہیں جو اپنے بچوں کے سونے کے لئے الگ الگ کمروں کے انتظامات کرنے کی سکت رکھتے ہیں؟ بلاشبہ بچوں کی ولادت میں وقفہ رکھنا اور خاندان کے معاشی وسائل کے مطابق بچوں کی تعداد کا تعین کرنا ہی اس مسئلے کا ایک حل ہے۔

بہتر مستقبل کی ضمانت کا حق: آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ترجمہ: اپنی اولاد (وارثوں) کو مالدار چھوڑنا اس بات سے بہتر ہے کہ وہ معاشرے پر بوجھ بنے اور لوگوں کی خیرات پر پلیں۔

مذہبی تربیت اور عمدہ نشوونما کا حق: اپنے بچوں کے ذہن میں اسلام کی مذہبی اعتقادات جاگزیں کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نماز پڑھنے' روزہ رکھنے اور دیانت داری کی عادت ڈالیں اور شراب' منشیات کا کاروبار' جنسی آوارگی اور ہر قسم کی دیگر برائیوں سے بچنے کی تربیت دیں۔والدین کا یہ بھی فریضہ ہے کہ وہ بچوں کو اپنی تاریخ اور تاریخی ورثے سے واقف کرائیں۔مسلم معاشروں میں ان فرائض کو پورا کرنا صرف مدارس ہی کا کام نہیں ہے بلکہ ان فرائض کی انجام دہی میں بنیادی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے۔چند مثالیں اس کی یہ ہیں۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت فرمائی اس کا قرآن مجید میں یوں ذکر آیا ہے۔

ترجمہ: اے میرے بیٹے نماز کو قائم رکھ۔ اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور جو کچھ پیش آئے اس پر صبر کیا کر بیشک یہ (صبر) ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اچھی تربیت اور بلند کرداری کے بارے میں رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ایک باپ اپنے بچے کیلئے ورثے میں اچھی تربیت سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

تعلیم، کھیلوں کی تربیت اور دفاع کا حق: بچوں کو معقول تعلیم دلانے کی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے، بچوں کو پڑھانے اور لکھانے کی ذمہ داری براہ راست والدین کی ہے۔ یہ امر انتہائی دلچسپ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں، بچوں کو لکھنے پڑھنے کے علاوہ کھیل بھی سکھائیں۔ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ابورافع کے غلام ابوسلمان نے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا بچوں کا ہم پر ایسا ہی حق ہے جیسا کہ ہمارا ان پر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! والد پر بچے کا حق ہے کہ وہ بچے کو لکھنا، تیرنا، اور تیز اندازی سکھائے اور بچے کیلئے صرف اور صرف پاکیزہ اور عمدہ کھانا فراہم کریں۔ (بیہقی نے روایت کی)

والدین، مربی اور اساتذہ اپنے بچوں اور شاگردوں کو حسد، بغض اور غصے کی عادات، شرمیلے پن، احساس کمتری کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اجتماعی و معاشرتی تربیت کی ذمہ داری: واقعہ اور تجربہ کے اعتبار سے یہ بات ثابت ہے کہ معاشرے کی سلامتی اور اس کی عمارت کی پختگی و مضبوطی معاشرہ کے افراد کی سلامتی اور ان کی عمدہ تربیت سے وابستہ ہے۔ اسی لئے اسلام نے اولاد کے اخلاق و کردار کی تربیت کا بہت اہتمام کیا ہے تاکہ آگے چل کر یہ ایک بہتر معاشرے کی تشکیل کر سکیں۔

اس حوالے سے تربیت کرنے والوں کا فرض ہے کہ وہ بھرپور محنت کے ساتھ اس معاشرتی ذمہ داری کو پورا کرے اور ایک ایسے بہترین اسلامی معاشرے کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالیں، جس کی بنیاد ایمان، اخلاق اور اعلیٰ ترین اسلامی اقدار پر قائم ہو۔

اس حوالے سے والدین اور اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو ایک ایسا ماحول دیں جس میں وہ اس قابل ہو کہ اچھے بھلے میں تمیز کرے، اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں، دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے اور عمومی معاشرتی آداب اپنا کر معاشرے کا ایک قابل فخر ممبر بن سکے۔

والدین اور مربیوں کی چند اہم ذمہ داریاں یہ ہیں کہ وہ بچوں کی ایمانی، اخلاقی، جسمانی، عقلی، نفسیاتی، معاشرتی اور جنسی تربیت کا فریضہ سرانجام دیں۔

جنسی امتیاز کے بغیر سب سے برابر کا سلوک: اسلام میں بچوں کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کے ساتھ جنس،

عمر یا کسی قسم کے امتیاز کے بغیر برابر کا سلوک روا رکھا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: اپنے بچوں کے درمیان انصاف سے کام لو جیسا کہ تم خود اپنے لئے پسند کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف سے کام لیں۔ (سیوطی نے الجامعہ الکبیر میں روایت کی)

اسلام میں بیٹوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے اور بیٹیوں سے تغافل برتنے یا ان پر سختی کرنے کی مذمت کی ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ عہد جہالت میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی مکروہ رسم کو اسلام نے ہمیشہ کے لئے بند کر دیا سنت رسول ﷺ نے بچوں کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے کی یوں تصویر کھینچی ہے۔

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کا بیٹا آیا اس نے بیٹے کو بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھا دیا پھر اس کی بچی آئی جسے اسے اپنے سامنے بٹھا دیا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں (بیٹے اور بیٹی) کے درمیان برابری سے کیوں کام نہیں لیا۔ (بزاز کی روایت)

<u>بچے کا یہ حق کہ والدین صرف حلال اور جائز ذرائع آمدنی سے اس کی پرورش کریں:</u> رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بچے کی امداد کیلئے استعمال ہونے والے وسائل اور سرمایہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ جائز اور پاکیزہ ہوں۔ (حرام وسائل سے پیسہ نہ آیا ہو) یہ سب سے زیادہ اہم حق ہے جو کہ بچہ اپنے باپ پر رکھتا ہے یہ حق بچے کو ان لوگوں سے بچاتا ہے جو بعض اوقات کثرت عیال کے دباؤ کے تحت غیر شرعی اور غیر اخلاقی وسائل کا سہارا لیتے ہیں۔

<u>ذمہ داری کی اہمیت:</u> ان حقوق کو ایک قانونی ادارے کی شکل دینے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ جو خاندانی زندگی کو شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں انہیں اس زندگی سے وابستہ ذمہ داریوں کو بھی نبھانا پڑے گا۔ حضرت ابن عمر نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: تم میں ہر آدمی حاکم ہے اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے۔ ایک آدمی اپنے گھر میں حاکم ہے اور اپنی رعایا کا ذمہ دار بیوی اپنے شوہر کے گھر میں حاکم ہے اپنی رعایا کے بارے میں ذمہ دار۔ (متفق علیہ)

<u>بچوں کے حقوق کا خلاصہ:</u> اگر ہم بچوں کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیں تو ان کے حقوق کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ۱۔ والدین پر بچوں کے حقوق ۲۔ معاشرے پر بچوں کے حقوق ۳۔ حکومت پر بچوں کے حقوق

<u>والدین پر بچوں کے حقوق:</u>

- ☆ اچھی تربیت اور پرورش کا انتظام کرنا
- ☆ بہتر تعلیمی ماحول کی فراہمی
- ☆ دینی نقطہ نظر سے تربیت کا اہتمام
- ☆ صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پرورش کرنا
- ☆ ہمہ گیر تربیت
- ☆ قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں تربیت

☆ بچوں کی حوصلہ افزائی کرنا اوران سے احساس کمتری ختم کرنا
☆ بچوں کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی سے گفتگو کرنا
☆ والدین غلط الفاظ سے اجتناب کریں اور بچوں کے لئے مثالی بنیں۔
☆ بہتر بود و باش کا انتظام کرنا۔
☆ حکومت اور معاشرے پر بچوں کے واجب الادا حقوق کے حصول کیلئے بچوں کی رجسٹریشن کرانا۔

معاشرے پر بچوں کے حقوق:

☆ بچوں کو برائی سے نفرت دلانا اور نیکیوں کی طرف راغب کرنا
☆ زیور تعلیم سے آراستہ کر کے انہیں اچھے اخلاق سکھانا
☆ کفایت شعاری کی عادت ڈالنا ☆ بہتر ماحول فراہم کرنا

حکومت پر بچوں کے حقوق

☆ تحفظ فراہم کرنا ☆ بہتر تعلیمی ماحول کی فراہمی
☆ صحت کی سہولتیں مہیا کرنا ☆ یکساں نظام تعلیم رائج کرنا
☆ معیاری تعلیمی ادارے بنانا اوران کی موثر نگرانی کرنا ☆ دینی تعلیم کا بندوبست کرنا
☆ مفت تعلیم فراہم کرنا ☆ وظائف فراہم کرنا ☆ میرٹ یقینی بنانا

مندرجہ بالا تینوں حقوق کا ایک دوسرے پر انحصار ہے اور تینوں آپس میں متعلق ہیں اگر والدین بچوں کے حقوق کی ذمہ داری نبھانے میں ناکام رہتے ہیں تو حکومت بچوں کے حقوق کی بحالی میں ناکام رہتی ہے یہی حالت معاشرے کا بھی ہے۔ خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می شود دیوار کج

یعنی اگر والدین نے خشت اول کی بنیاد صحیح رکھی تو آگے اس پر عمارت تعمیر کرنا آسان ہوگی۔ یوں معاشرہ اور حکومت کے لئے بچوں کے حقوق دینے میں آسانی ہوگی۔

اس تناظر میں والدین اور معاشرے کی اولین ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر بچوں کی رجسٹریشن کا اہتمام کریں اسی طرح وہ حکومت کو اس عمل کے قابل بنا سکیں گے کہ وہ بچوں کی تعلیم کی بہتر منصوبہ سازی کر سکے۔ اس کا براہ راست فائدہ والدین اور معاشرے کو پہنچے گا۔ کیونکہ یہی بچے کل کے والدین ہوں گے اور مملکت کی ذمہ داریاں انکے ہاتھوں میں ہونگی۔ اس سے نہ صرف حال درخشاں ہوگا بلکہ اللہ کے متعین کردہ ذمہ داریوں کو نبھا کر ہم جنت کے حقدار بھی بن سکتے ہیں۔